

A research study of the rights and duties of widows of Dera Ghazi Khan District in the light of Islamic teachings

ضلع ڈیرہ غازی خان کی بیوہ خواتین کے حقوق و فرائض کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقاتی مطالعہ

* Muhammad Fayyaz

** Anas Mehmood

Abstract

After the creation of universe, Allah almighty has fixed and explained clearly the rights and duties of men and women. It is necessary to follow the rules fixed by Allah Almighty. In the same way, Islam has given a woman a place of honor and respect in the society. Beside the rights given to woman Islam has also imposed some responsibilities on her. Therefore, it is obligatory for a woman to fulfill these responsibilities. A woman may fulfill these responsibilities as a mother, sister, and wife and as a daughter. If a woman does not perform these rights and duties while living in a Muslim society, this act will not only effect on her but also the whole society. Islam has given equal rights to men as well as woman if a man is given external rule; the woman is not only the caretaker of the house, but also the guardian and caretaker of the house internally. In this article, the rights and duties of widows in Dera Ghazi Khan are examined in the light of Islamic perspectives.

Key words: Islam, Muslim society, Widows, Caretaker, internally.

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے بعد عورت اور مرد کے حقوق و فرائض بھی انہیں بتادیئے کہ دنیا میں زندگی گزارنے کے کچھ قاعدے اور قوانین بھی ہیں جن پر عمل کرنا انسان پر لازمی ہے کیونکہ ایک خوشحال زندگی گزارنے کے لیے انسان کو ان قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اسلام نے عورت کو معاشرے میں جو عزت و احترام کا مقام عطا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس پر کچھ ذمہ داریوں کا بوجھ بھی ڈالا ہے اس لیے عورت کا ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا لازمی ہے ایک عورت، ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے ان ذمہ داریوں کو پورا کرے گی۔ اگر عورت مسلم معاشرہ میں رہتے ہوئے ان حقوق و فرائض کو پورا نہیں کرے گی تو اس کے اثرات نہ صرف اس پر پڑیں گے بلکہ پورا معاشرہ اس سے متاثر ہو گا۔ اسلام نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی برابری کے حقوق سے نوازا ہے اگر مرد کو باہر کی حکمرانی دی ہے تو عورت نہ صرف گھر کی دیکھ بھال بلکہ اسے گھر کی محافظ اور نگران بھی مقرر کیا ہے۔ اگر ایک انسان اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرے تو بہت سی پریشانیوں سے محفوظ

* PhD Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university.

** PhD Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university.

رہتا ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس مقالہ میں ڈیرہ غازی خان کی بیوہ خواتین کے حقوق و فرائض کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی برابری کا حق حاصل ہے۔ مرد کو اگر گھر کا سربراہ بنایا ہے تو عورت پر بھی گھریلو ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ اسی طرح مرد کو جنت کا دروازہ کہا ہے تو عورت کے قدموں تلے جنت رکھی ہے۔ اسلام نے مرد اور عورت کو جو حقوق عطا کئے ہیں ان پر یہ حکم بھی صادر کیا ہے کہ وہ اپنے حقوق کو ایمانداری کے ساتھ سرانجام دیں تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عورت کو نان نفقہ، حق مہر کے ساتھ مال و جائیداد میں بھی حصہ دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اگر مرد سے تعلقات صحیح نہ رہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ نہ چل سکیں تو اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے جبکہ دوسرے معاشرے میں عورت اس حق سے محروم ہے۔ مثلاً ہندو معاشرے میں عورت کو اس قدر لاچار اور مجبور بنادیا گیا ہے مرنے بعد بھی اسی مرد کے ساتھ سستی ہونا پڑتا ہے جبکہ مغرب میں تو آزادی حق کے نام پر اس کی عزت کو پامال کیا جاتا ہے اور انہیں بازاروں اور محفلوں کی زینت کے طور پر مردوں کے سامنے پیش کیا جانا عار نہیں سمجھا جاتا۔ اس سے ان عورتوں کی عزت اور وقار میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے فحاشی اور بے حیائی بڑھتی ہے۔ مغرب میں آزادی نسواں کے نام پر عورت کی عزت کو پامال کیا جا رہا ہے جو معاشرہ میں تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کو جو مقام حاصل ہے کسی دوسرے معاشرہ میں اس کا تصور بھی محال ہے۔

اسلام نے عورت کی عزت کی حفاظت کے لیے نکاح کا حکم دیا ہے (یعنی جب عورت بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نکاح کر لینا چاہیے) اس سے نہ صرف اس کی عزت و آبرو کا تحفظ ہوتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کی معاشی اور معاشرتی ذمہ داریاں بھی کم ہو جاتی ہیں اور اگر عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور عورت بیوہ ہو جائے تو اسلام اسے عقد ثانی کی ترغیب دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام بیوہ کو اس کے مرحوم شوہر کے ترکہ میں سے بھی وراثت کا حق دیتا ہے۔

اسی طرح ضلع ڈیرہ غازی خان کی بیوہ خواتین سے انٹرویو کر کے ان کے معاشی و معاشرتی مسائل کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیوہ عورت کی عدت

عورت پر عدت دو طرح سے واجب ہوتی ہے ایک جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے۔ دوسری صورت میں جب اس کا خاوند فوت ہو جائے ان دونوں صورتوں میں عورت کے لیے عدت کے ایام گزارنا لازمی ہیں۔ اگر ایک عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے یعنی تین ماہ کا عرصہ۔ جب کہ دوسری صورت میں عورت کا شوہر وفات پا جائے اور عورت بیوہ ہو جاتی ہے اور اس عدت کی مدت چار ماہ دس دن ہے۔ دوران عدت شریعت نے بیوہ پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں جن کی پابندی اس کے لیے لازمی ہے۔

عورت کے خاوند کے فوت ہو جانے کے ساتھ ہی اس کا نکاح بھی اس مرد سے ختم ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے پیٹ میں بچہ ہے تو بچے کی نسبت متوفی کی طرف منسوب ہوگی۔ مگر معاشرہ اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو اس کی شناخت ضروری ہوتی ہے۔ تو شریعت اسلامیہ نے اس عورت کو ذلت اور بدنامی سے محفوظ رکھنے کے لیے عدت کا حکم نازل کیا ہے جس کی مدت چار ماہ دس دن ہے جو اسے اسی گھر میں ہی گزارنی ہوتی ہے تاکہ ان ایام

میں اگر عورت حاملہ ہے تو اس کا حمل واضح ہو جائے تاکہ بعد میں عورت کو ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ عدت صرف ان عورتوں پر لازم ہے جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کیے ہوں۔ ازدواجی تعلقات قائم نہ ہونے کی صورت میں عدت لازمی نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اس کے رحم کی پاکي ہے۔

”اخبرنا سفيان عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابيه : ان سبيعة بنت الحارث وضعت بعد وفاة زوجها بليال فمر بها ابو السنابل بن بعكك فقال قد تصنعت للازواج انها اربعة اشهر وعشرفذكرت ذلك سبيعته لرسول الله ﷺ فقال: كذب ابو السنابل او ليس كما قال ابو السنابل قد خللت فتزوجي“^٢

ترجمہ: "عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سبیعہ بنت حارث نے اپنے خاندان کی وفات کے چند راتوں بعد بچہ جنم دیا۔ ان کے پاس سے ابوسناہل بن بلعک گزرے تو انہوں نے کہا: تم تو شادی کے لیے تیار بیٹھی ہو حالانکہ اس کی عدت تو چار ماہ دس دن ہے۔ سبیعہ نے حدیث رسول ﷺ بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوسناہل نے ٹھیک نہیں کیا (یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ جیسا ابوسناہل نے فرمایا ہے ویسا نہیں ہے تم حلال ہو اور شادی کر لو" اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے اگر عدت کے ایام میں عورت کے ہاں بچہ جنم لے تو اس عورت کی عدت مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ عدت کی تکمیل اس کے نسب کے لیے لازمی ہے نسب کے ثابت ہو جانے کے بعد اس عورت کو عقد ثانی کی اجازت ہے۔^۳

”اخبِرنا مالک عن نافع عن عبد اللہ۔۔۔۔۔ قالو وضعت وزوجها علی سريره لم يدفن بعد لحلت۔“^۴

ترجمہ: ”نافع سے مروی ہے سیدنا ابن عمر سے حاملہ بیوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: جب بچے کو جنم دے لے تو وہ حلال ہے، آپ کو ایک انصاری نے بتلایا کہ ابن خطاب فرماتے تھے اگر اس کا خاوند چار پائی پہ ہو، اسے ابھی دفن بھی نہ کیا گیا ہو اور وہ بچے کو جنم دے دے تو وہ اسی وقت حلال ہو جائے۔“

غمدِ دگی کی حالت میں احکام

دورانِ عدت ایک بیوہ کو اپنی بہت سی دنیاوی خواہشات کو قربان کرنا پڑتا ہے مثلاً وہ زیب و زینت نہیں کر سکتی اور بن سنور کر بازار اور دوسری نمائش والی جگہ پر نہیں جاسکتی اور نہ ہی ان ایام میں اپنی خوب صورتی کسی اور کو دکھا سکتی ہے حتیٰ کہ وہ گھر سے باہر بھی نہیں جاسکتی ہاں انتہائی ضروری معاملات میں وہ گھر سے باہر جاسکتی ہے اور شام کو اس کا واپس آنا ضروری ہے۔ کیونکہ عورت کی عدت کی شرائط میں سے ایک شرط اپنے شوہر کا سوگ منانا بھی ہے جو کہ بیوہ کو ان شرائط کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ان شرائط پورا نہ کیا جائے تو عدت صحیح طریقے سے مکمل نہیں ہوتی۔ ایک بیوہ

عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے اس سے زیادہ سوگ جائز نہیں ہے۔ کوئی بھی سوگ سوائے بیوہ عورت کی عدت کے تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔^۵

”أخبرنا عن مالك نافع عن صفيه بنت ابى عبيد عن عائشة-----الى على زوج اربعته اشهر وعشرا“^۶

ترجمہ: صفیہ بنت ابی عبید، سیدہ عائشہ یا حفصہ سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور روز محشر پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، مگر اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی۔“

”أخبرنا سفيان عن عطاء بن السائب عن عبد خير عن علي رضي الله تعالى عنه في الرجل يتزوج المرأة ثم يموت ولم يدخل بها ولم يفرض لها صداقاً ان لها الميراث وعليها العدة ولا صداق لها۔“^۷

ترجمہ: ”عبد خیر سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایسے مرد کے متعلق فیصلہ کیا جو کسی عورت سے شادی کر کے، پھر اس کے دخول کے بغیر اور حق مہر مقرر کئے بغیر فوت ہو جائے کہ اس کے لئے میراث ہے اور اس پر عدت لاگو ہوگی لیکن اس کا حق مہر نہیں۔“

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایک مرد بغیر حق مہر طے کئے اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے اس مرد کی موت واقع ہو جاتی ہے تو عورت کے حقوق میں سے ایک حق اس کی جائیداد میں سے اس کا حصہ ہے۔ لیکن حق مہر نہیں لے سکتی کیونکہ ازدواجی تعلقات کے بغیر حق مہر اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ لیکن وہ اپنے عدت کے ایام پورے کرے گی۔ اسلامی تعلیمات میں ایک عورت ازدواجی تعلقات قائم کئے بغیر جائیداد کی وارث تو بن سکتی ہے مگر حق مہر کی نہیں۔^۸

ایک بیوہ کا ذریعہ معاش اور رہائش

”عن جابر بن عبد الله انه قال ليس للممتوفى عنها زوجها نفقة حسبها الميراث۔“^۹

ترجمہ: ”سیدنا جابر فرماتے ہیں کہ بیوہ کے لیے نفقہ نہیں۔ اسے اس کے لیے میراث ہی کافی ہے۔“

رشتہ ازدواج قائم ہو جانے کے بعد مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض بھی ہیں جن کا خیال رکھنا ان کے لیے لازمی ہے شوہر کی وفات کے بعد ایک بیوہ عورت کا شریعت اسلامی نے اس کا جائیداد میں حصہ مقرر کیا ہے جس سے وہ اپنی ضروریات زندگی پوری کرے گی اور عدت کے ایام بھی وہ اسی گھر میں گزارے گی اور دوسرے اخراجات بھی اسی مرحوم شوہر کے مال سے پورے کرے گی۔^{۱۰}

بیوہ کا عقد ثانی

اسلام سے پہلے عورت کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہ تھی اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اسے وہ حقوق بھی حاصل نہ تھے جو اسلام نے اسے دیئے ہیں اور اسے طرح طرح کے ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اس کا کام صرف اور صرف شوہر اور گھر والوں کی خدمت کرنا ہوتی تھی اگر اس کا شوہر وفات پا جاتا تو اس کو اس کے ساتھ زندہ درگور کر دیا جاتا یا پھر شوہر کے غم میں ہی اسے ساری زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ یا پھر اسے ایک کال کوٹھری میں بند کر دیا جاتا تھا وہاں نہ تو اس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھا جاتا تھا اور نہ ہی اسے دوسرا لباس دیا جاتا تھا تاکہ وہ اسی حالت میں ہی مر جائے مگر اسلام نے عورت کو ماں بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے جو مقام دیا ہے وہ کسی دوسرے معاشرے میں عورت کو حاصل نہ ہے۔

جب ایک عورت جوانی یا بڑھاپے یا عمر کے کسی بھی حصے میں بیوہ ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس کے چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو تو ان کی ذمہ داری اس پر ہو تو اسلام نے بیوہ کو یہ حق دیا ہے کہ وہ دوسری شادی کرے دوسری شادی کی صورت میں اس کے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل کم ہو جاتے ہیں جس کی بہترین مثال ہمیں آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے دیکھنے کو ملتی ہے آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات بیوہ یا مطلقہ تھیں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے۔ آپ کنواری تھیں۔"

جب ایک عورت کا خاوند اس دار فانی سے چلا جاتا ہے تو اس معاشرہ میں عورت کو زندگی گزارنے کے لیے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اب وہ اکیلی ہو جاتی ہے اور اسے تنہا ان مسائل کا سامنا کرنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ ان مسائل کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ایک جیون ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے عدت کے ایام گزارے کے بعد عقد ثانی یعنی دوسرا نکاح کرے جس کی بہترین مثال ہمیں غزوات کے موقع پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے بیوہ عورتوں کے نکاح کرایئے تاکہ وہ اپنی زندگی احسن طریقے سے گزار سکیں۔"

وراثت میں حصہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جائیداد میں ہر کسی کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ جس طرح والدین کی جائیداد میں اولاد کا حصہ مقرر ہے اسی طرح بیوہ کا حصہ بھی مقرر کیا گیا ہے۔ اسلامی قوانین کے مطابق اولاد کی موجودگی میں شوہر کی جائیداد میں سے بیوہ کا حصہ آٹھواں ہے اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں وہ جائیداد میں سے چوتھا حصہ لے گی۔"

شوہر کی وفات کے بعد ایک بیوہ عورت بے سہارا اور غم زدہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے زندگی کے ایام گزارنا بھی مشکل ہو جاتے ہیں۔ تو اسلام نے اسے بے سہارا نہیں چھوڑا اسے دوسرے نکاح کے ساتھ ساتھ جائیداد میں بھی وارث بنایا ہے۔ تاکہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال کر سکے۔ متوفی کی جائیداد سے کفن و دفن اور تجہیز و تکفین کی جائے گی اور اس کے بعد اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہوگی تو اس کی وصیت پوری کی جائے گی اس کے بعد اس کی جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ لیکن ہمارے معاشرے پر مغرب کے اثرات بہت زیادہ ہیں اور ہم مغربی معاشرے کی ہی پیروی کرتے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں موجودہ حالات میں نہ صرف بیوہ خواتین کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا اور اسے خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا جاتا ہے اس کی جائیداد وغیرہ صرف کاغذوں تک محدود ہے عملی طور پر نہیں۔ اسے ذہنی طور پر تو اتنا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا حق بھی

نہیں مانگ سکتی۔ وہ مجبوری اور بے بسی کی حالت میں زندگی گزارتی ہے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو عام کریں تاکہ بیوہ کو ان کے حقوق پورے اور صحیح طور پر ملیں۔^{۱۴}

ضلع ڈیرہ غازی خان میں بیوہ خواتین کے حالات واقعات انٹرویو کے ذریعے

پاکستان کے آبادی کے لحاظ سے ایک بڑے صوبہ پنجاب کے پسماندہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں جب بیوہ عورتوں سے انٹرویو کئے گئے ان کے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل سامنے آئے جن سے ان بیوہ خواتین کو اپنی روزمرہ زندگی میں سامنا کرنا پڑتا ہے دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں تمام انسانوں کے حقوق و فرائض بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کر کے ایک فلاحی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے اور اس معاشرے میں کسی بھی فرد کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں ہمیں جن معاشی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ ہمارے اپنے پیدا کئے ہوئے مسائل ہیں۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہی یہ مسائل پیدا کر رہی ہے۔ ورنہ اسلام میں تو بیوہ کے حقوق بالکل واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں کہ بیوہ خواتین کی ہر طرح سے مدد کی جائے اور حق وراثت میں جو بھی اس کا حصہ مقرر ہے اسے وقت پر دے دیا جائے تاکہ وہ اپنے بچوں کی بہتر طریقے سے کفالت کر سکے اور بچوں کا پیٹ پال سکے ایسی عورتیں معاشرہ کے لئے فخر کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

”ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبة النساء او اکنتنم فی انفسکم علم اللہ انکم ستذکرونہن ولكن لا تواعدوہن سرا الا ان تقولوا قولا معروفا ولا تعرموا عقدہ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ واعلموا ان اللہ غفور حلیم“^{۱۵}

ترجمہ: "اور تم پر اس میں گناہ نہیں ہے کہ ان عورتوں کو اشارہ سے پیغام نکاح دو اور یا تم اسے اپنے دل میں چھپاؤ، اللہ جانتا ہے کہ تمہیں ان عورتوں کا خیال پیدا ہو گا لیکن مخفی طور پر ان سے نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ قاعدہ کے مطابق کوئی بات کہو، اور جب تک میعاد نوشتہ پوری نہ ہو اس وقت تک نکاح کا قصد بھی نہ کرو، اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا ہے"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت اپنے عدت کے ایام گزار رہی ہو اور کوئی مرد اس سے نکاح کی خواہش رکھتا ہو اس مرد کو چاہیے کہ ان عدت والے ایام کو گزرنے دے اور ان دنوں میں اس بیوہ عورت کو نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔ وہ انتظار کرے اور عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کا پیغام اس بیوہ عورت کو بھیجے۔ کیونکہ بیوہ کے لیے عدت کے ایام گزارنا ضروری ہے۔

۱۔ شہناز بیگم

شہناز بیگم نے اپنی زندگی کے حالات کچھ اس طرح سے بیان کئے ہیں ان کے خاوند کی موت ایک ٹریفک حادثے میں ہوئی اور بیوہ کا ایک چھوٹا بیٹا اور ایک بیٹی ہے بیوہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ خاوند کی زندگی میں ان کی زندگی کے دن بہت اچھے گزر رہے تھے کہ ایک ٹریفک حادثے میں اس کے خاوند کی موت ہوئی اور اب ان کی زندگی میں مشکلات اور پریشانیوں نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں اب دو وقت کی روٹی کے لئے بھی اسے گھر گھر جا کر

دوسروں کے گھروں میں کام کرنا پڑتا ہے پھر کہیں جا کر با مشکل دو وقت کی روٹی ملتی ہے اس بیوہ کا کہنا ہے کہ اس کی زندگی کے دن بہت ہی مشکل سے گزر رہے ہیں کوئی بھی ان کی مالی مدد نہیں کرتا اور اس مشکل وقت میں ان اپنے سگے بھائی بھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ نکاح ثانی کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے علاقے میں ایک بار نکاح کرتے ہیں (شادی) نکاح ثانی کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی خاتون دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اسے بری نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے کردار پر بھی شک کیا جاتا ہے۔^{۱۶}

رحمت بی بی

رحمت بی بی اپنی بیوگی کے حالات یوں بیان کرتی ہے کہ ان کا شوہر سعودی عرب میں محنت مزدوری کرتا تھا اور ان کے گھر کا ماحول بہتر تھا۔ چھٹی کے دن گزارنے وہ پاکستان آئے ہوئے تھے ایک رات عشاء کی نماز ادا کرنے مسجد گئے دوران نماز ایک ہوا اور وہ وفات پا گئے۔ ان کی وفات کے بعد قسمت ہی ہم سے روٹھ گئی۔ ان کے تین چھوٹے بچے ہیں گھر والے تھوڑی بہت مدد تو کرتے ہیں لیکن اس مہنگائی کی وجہ سے گھر نہیں چل سکتا اور اسے لوگوں کے گھروں میں جا کر کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ حکومت وقت سے اپیل کرتی ہے کہ بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔^{۱۷}

۳۔ فاطمہ بی بی

اس بیوہ نے اپنی روداد کچھ اس طرح بتائی ہے کہ ان کے شوہر کینسر کے مرض میں مبتلا تھے اور کافی رقم ان کے علاج پر خرچ کی گئی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ فوت ہو گئے ان کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں غربت کے باعث وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکے وہ محنت مزدوری کر کے تھوڑا بہت کما کر لے آتے ہیں جس سے دو وقت کی روٹی کھانے کو مل جاتی ہے مزید بتایا کہ وہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے روکھی سوکھی کھا کر زندگی کے دن گزار رہی ہے۔^{۱۸}

۴۔ مریم بی بی

بیوہ مریم نے اپنی درد بھری کہانی کچھ یوں بیان کی ہے کہ ان کے شوہر کے بھائی یعنی ان کے دیور کی مس کال کسی دوسری عورت کے موبائل پر دیکھی گئی اور اس عورت کو سیاح کاری کے الزام میں طلاق ہوئی اور بیوہ کا دیور سعودی عرب چلا گیا اور اس کے پیچھے اس کے چھوٹے بھائی یعنی اس بیوہ کے شوہر کو بھائی کی دشمنی (سیاح کاری) میں قتل کر دیا گیا بیوہ کے دو چھوٹے بچے ہیں۔ اور پھر وہ اپنے بھائی کے گھر چلی گئی ہے اور بھائی بھی شوگر کے مرض میں مبتلا ہے اور وہ غربت کے باعث اس کی مالی مدد کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو وہ بیوہ دوسروں کے گھروں میں کام کاج کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی ہے۔ اس بیوہ نے بتایا کہ اس کے شوہر کے والدین اور بھائیوں نے اس مجبور بیوہ کے ساتھ ساتھ اس کے بچوں کی بھی مدد نہیں کی۔^{۱۹}

۵۔ بختاور مائی

بیوہ بختاور نے اپنی درد بھری کہانی اس طرح بیان کی کہ شادی کے بعد سے ہی انہیں معاشی مسائل سے دوچار ہونا پڑا خاوند کی کم آمدنی کی وجہ سے گھریلو حالات تنگ تھے لیکن کم آمدنی کے باوجود انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی کم آمدنی کی وجہ سے گھر کو چلانا کافی مشکل تھا اس نے بتایا کہ جب ان کہاں عورت کی ایک بار شادی ہو جائے تو مرد سے علیحدگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مرد جیسا بھی ہو اس کے ساتھ زندگی کے دن

گزار نے پڑتے ہیں۔ موصوفہ نے بتایا کہ ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان کے معاشی حالات اور زیادہ تکلیف دہ ہو گئے۔ کیونکہ پورے گھر کی ذمہ داریاں ان پر آپڑیں بچوں کی دیکھ بھال اور فکر معاش کی خاطر وہ دوسروں کے گھروں میں جا کر ان کے برتن اور کپڑے دھوتی ہے اور اپنا اور اپنے گھر میں موجود اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالتی ہے انہوں نے بتایا کہ اس مشکل وقت میں ان کے اپنوں نے بھی ان پر رحم نہ کیا اب وہ مشکل حالات میں اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔^{۲۰}

۶۔ زینب مائی

بیوہ نے بتایا کہ ان کے خاوند کی وفات ایک بیماری کی وجہ سے ہوئی دوران انٹرویو جب ان سے ان کے گھریلو حالات پوچھے گئے تو انہوں نے کہا کہ ان کے معاشی حالات بہت خراب ہیں ان کے پاس کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے حتیٰ کہ ان کے شوہر کی جائیداد جو حصہ بنتا ہے سسرال والوں نے اسے وہ بھی نہیں دیا اب وہ اس کے ساتھ دشمن جیسا رویہ رکھتے ہیں انسان پر جب برا وقت آتا ہے تو اپنے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ہمارا مذہب اسلام ہمیں دوسروں پر رحم کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور مشکل وقت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تاکید کرتا ہے لیکن ہمارے ہاں ان باتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے جس سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔^{۲۱}

۷۔ آسیہ مائی

آسیہ مائی سے جب اس کے معاشی اور معاشرتی حالات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنے حالات کچھ اس طرح سے بیان کئے۔ جب ان کے سرتاج زندہ تھے تو وہ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہی تھی اور ان کے دس بچے ہیں لیکن اچانک ان کے شوہر کو ہارٹ ایک ہوا اور وہ جان کی بازی ہار گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے حالات خراب ہو گئے اور اپنے غیر بن گئے۔ دوران انٹرویو انہوں نے بتایا ان کے گھر کی تمام تر ذمہ داری ان کے بڑے بیٹے پر ہے اور وہ دن رات ایک کر کے دو ٹائم کی روٹی کما تا ہے انہوں نے بتایا کہ انصاف پروگرام سے امداد کی اپیل کی ہے مگر کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔^{۲۲}

۸۔ ارشاد مائی

بیوہ نے بتایا کہ شادی کے بعد وہ پرسکون زندگی بسر کر رہی تھی۔ ان کے خاوند فالج کے مرض میں مبتلا ہوئے اور ان کے گھر میں جو کچھ تھا وہ سب اس کے علاج معالجے پر خرچ ہو گیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کے خاوند کی موت واقع ہوئی۔ اور ان کی جائیداد میں سے بھی انہیں کچھ نہ دیا گیا اور ان کے سسرال والوں نے ان کا حق دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ اب وہ اپنی زندگی کے دن مشکل حالات میں گزار رہی ہے۔^{۲۳}

۹۔ مہر النساء

بیوہ سے جب ان کے گھریلو حالات کے بارے میں پوچھا گیا تو دکھ و درد کے ساتھ انہوں نے اپنے درد بھرے حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کا شوہر نشہ کرتا تھا اور نشہ کی حالت میں تشدد بھی کرتا تھا مگر وہ یہ تشدد برداشت کرتی رہی۔ تشدد برداشت کرنے کی وجہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس نے بتایا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے بچے در بدر نہ ہو جائیں خاوند اسی نشہ کی حالت میں مر گیا اور میرے ساتھ میرے سسرال والوں نے

بھی کسی قسم کا معاشی تعاون نہیں کیا حتیٰ کہ انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اور میں اپنے بھائی کے گھر میں رہتی ہوں بھائی کے مالی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں کہ وہ میری مدد کرے اس لیے وہ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔^{۲۴}

۱۰۔ رابعہ مائی

انہوں نے بتایا کہ جب ان کے خاوند زندہ تھے تو غریبی کے باوجود بھی زندگی کے دن خوشحالی سے گزر رہے تھے۔ معاشی مسائل کا سامنا کم تھا لیکن شوہر ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوئے کہ علاج معالجے کے باوجود ٹھیک نہ ہوئے اور بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے ان کی وفات کے بعد فاقوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں بڑا بیٹا محنت مزدوری کر کے دو وقت کی روٹی بڑی مشکل سے کماتا ہے اور وہ اس بیٹے کی اس تھوڑی سی آمدنی پر گھر چلا رہی ہے۔ وہ حکومت وقت سے اپیل کرتی ہے کہ اس کی مالی مدد کی جائے یا کم از کم بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔^{۲۵}

نتائج

تحقیق کے بعد یہ بات سامنے میں آئی ہے کہ ایک فلاحی معاشرہ کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دے اگر ہر شخص اپنے حصے کا کام صحیح طریقے سے نہیں کرے گا اس سے نہ صرف معاشرے پر برے اثرات پڑیں گے بلکہ قوموں اور قبائل کے درمیان دوریاں اور نفرتیں بھی پیدا ہوں گی۔

ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقوں میں جس طرح قبل از اسلام عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح انہیں آج بھی ان کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اور اس جدید دور میں بھی ان بیوہ عورتوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جاتا ہے جو دور جاہلیت میں روا رکھا جاتا تھا۔ بیوہ عورتیں کاغذ کی حد تک تو جائیداد کی مالک ہوتی ہیں مگر عملی طور پر نہیں۔ انہیں صرف گھر کی چار دیواری تک محدود رکھا جاتا ہے اور بیوہ ہونے پر بھی وہ اپنے باپ بھائیوں اور سسرال والوں کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح تو دور کی بات ہے گھر سے باہر بھی قدم نہیں رکھ سکتی۔ باپ، بھائی کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنا دوبارہ گھر بسائے۔ انہیں ان کے معاشی اور معاشرتی حقوق حاصل نہیں ہیں حتیٰ کہ ان کی اولاد کی بھی صحیح تعلیم و تربیت نہیں کی جاتی۔ اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ان کے حقوق پوری طرح سے ادا کیے جائیں تو بہت سے مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے اور معاشرے میں دوریاں اور نفرتیں محبت اور دوستی میں تبدیل ہو جائیں گی۔

حوالہ جات

^۱ المنظر تونسہ ۲ ستمبر ۲۰۲۰۔

^۲ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبریٰ فی زیلہ الجواہر النقی، حیدرآباد مجلس دائرہ المعارف انتظامیہ الکتابیہ فی الہندہ الطبعة الاولى ۱۳۴۲ھ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان کی بیوہ خواتین کے حقوق و فرائض کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقاتی مطالعہ

- ۳ الشافعی محمد بن ادریس ابو عبد اللہ، مسند امام شافعی، ص ۴۴۲ محلولہ بالا۔
- ۴ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبریٰ فی زیلہ الجواہر النقی رقم الحدیث ۷۰۷۷، باب الصلاۃ علی من قتلہ، ج ۲، ص ۱۸۔
- ۵ محمد کلیم آرائیں، عورت اور ازدواجی زندگی، قرآن مجید کی نظر میں، ص ۲۶۰۔
- ۶ احمد بن الحسین البیہقی، معرفۃ السنن ولائثار، المحقق عبد المعطی امین قلچبی، جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، اشاعت ۱۴۱۲ھ رقم الحدیث ۴۸۹۸، جز ۱۵، ص ۲۲۔
- ۷ الشافعی محمد بن ادریس ابو عبد اللہ، التکاب الام، بیروت، دار المعارفۃ، ۱۳۹۳، باب ابواب الطلاق والزکاح، رقم الحدیث ۱۳۰۳، جز ۷، ص ۱۷۲۔
- ۸ محمد عاشق الہی مولانا، تحفہ خواتین، ادارہ اسلامیات، اگست ۲۰۰۷، ص ۳۲۹۔
- ۹ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنائی، مصنف عبد الرزاق، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، بیروت، المکتبۃ الاسلامیہ، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۳ھ، رقم الحدیث ۱۲۰۸۶، باب المنقذۃ للمتوفی عنہا، جز ۷، ص ۳۸۔
- ۱۰ مفتی احسان اللہ شائق، مولانا، فقہ الزوج ازدواجی زندگی کے شرعی مسائل اور ان کا حل، کراچی اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، پاکستان، نومبر ۲۰۱۱، ص ۳۸۰۔
- ۱۱ محمد عاشق الہی مولانا، تحفہ خواتین، ادارہ اسلامیات، اگست ۲۰۰۷، ص ۳۷۳۔
- ۱۲ محمد کلیم آرائیں، عورت اور ازدواجی زندگی، قرآن مجید کی نظر میں، ص ۱۶۷۔
- ۱۳ القرآن النساء، ۱۷۶، دارالافتاوی، جامعہ اسلامیہ، علامہ محمد یوسف نبوی ٹاؤن۔
- ۱۴ مدنی، صفی احمد، علم میراث، دہلی، مکتبہ ترجمان، کمپوزنگ، سہیل گرافکس حیدر آباد، اشاعت ۲۰۱۶، ص ۲۵۔
- ۱۵ القرآن، ۲۳۵، ۲۔
- ۱۶ شہناز بی بی زوجہ غلام رسول قوم جیانی، تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۱۷ رحمت بی بی زوجہ اللہ بخش، قوم جیانی، ڈاک خانہ سینٹ فیکٹری، تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۱۸ فاطمہ بی بی زوجہ لکھی خان، قوم کھوسہ، وڈور، تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۱۹ بختاور زوجہ لکھو خان، قوم جیانی (کھولی) اندر پہاڑ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۲۰ مریم زوجہ احمد بخش، قوم جیانی (گری) موضع کھبی اندر پہاڑ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۲۱ زینب مائی زوجہ احمد بخش، قوم کھوسہ (چاکرائی) بیلب اندر پہاڑ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔
- ۲۲ آسیہ مائی زوجہ رحیم بخش، قوم بزدار یونین کونسل مبارکی اندر پہاڑ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔



^{۲۳} ارشاد مائی زوجہ پیر و خان، قوم ہزار، زندہ پیر تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔

^{۲۴} مہر النساء زوجہ آصف خان، قوم ہزار، زندہ پیر تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔

^{۲۵} رابعہ مائی زوجہ عیسیٰ خان قوم جیانی (بالچھانی) موضع جیانی، ڈاک خانہ یار و کھوسہ، تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان۔